بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطیب البراہین اور اصلاح معاشرہ

ساجد علی مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

[۲۸؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ/ ۱۰؍اپریل ۲۰۱۳ء۔ چہار شنبہ]

خطیب البراہین اور اصلاحِ معاشرہ

ساجد علی مصباحی ۔ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

خود نیک نہیں تسلیم ، مگر نیکوں سے محبت رکھتے ہیں
اس حسنِ ادب کے صدقے میں امیدِ سعادت رکھتے ہیں

خطیب البراہین، پیرطریقت، حضرت علامہ صوفی محمد نظام الدین برکاتی مصباحی [ولادت: ۲۱/رجب ۱۳۴۶ھ/ ۱۵/جنوری ۱۹۲۸ء-- وفات: یکم جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۳۴ھ/ ۱۴/مارچ ۲۰۱۳ء] گوناگوں فضائل وکمالات کے حامل تھے، میدانِ درس وتدریس ہو یا محفلِ وعظ وتذکیر، مریدین ومتوسلین کی ہدایت ورہنمائی کا مسئلہ ہو یا خلوص وللّٰہیت اور تقویٰ وطہارت کا معاملہ، ہر میدان میں اور ہر محاذ پر حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمۃ والرضوان بہت نمایاں اور ممتاز نظر آتے تھے۔

درس گاہ میں جب طالبانِ علوم نبویہ کی حسین انجمن میں جلوہ بار ہوتے تو علوم ومعارف کے لعل وگہر لٹاتے اور اپنے آبشارِ علم وفضل سے تشنگانِ عشق و عرفاں کو سیراب کرتے ہوئے زبانِ حال سے ارشاد فرماتے ؎

کہکشاں سے کوئی یہ کہہ دے کہ اپنی کرنوں کو چن کے رکھ لے
میں اپنے صحرا کے ذرے ذرے کو خود چمکنا سکھا رہا ہوں

نام ونمود سے بے پروا علم وعمل کے اس پیکرِ جمیل کی بذلہ سنجی مختلف علوم وفنون کی گتھیاں سلجھاتی اور اس سراپائے شعور وآگہی کی خاموشی حکمت ودانائی کا پتہ دیتی تھی، حلم وبردباری اور تواضع وانکساری کا مفہوم ان کی نشست وبرخاست سے بھی سمجھا جاتا تھا؛ اسی لیے تو ان کی فیض بار مجلس سے مستفید ہونے والا اپنے خیالات کا اس طرح اظہار کرتا نظر آتا ہے ؎

تمھاری زندگی سنت کے سانچے میں ڈھلی ایسی — دلائل دین کے ہو تم ، براہین وبیاں تم ہو
یقینا متقی ، شیخ الحدیث و پارسا ، زاہد — کہ عالم باعمل ہو، واقفِ سرِّ نہاں تم ہو
کوئی سنت کسی لمحہ نہ تم سے چھوٹتے دیکھی — خدا جانے تمھارا مرتبہ کیا ہے، کہاں تم ہو (قیامی)

اور جب آپ منبر خطابت پر جلوہ نما ہوتے تو اپنی زبانِ گہر بار سے علوم ومعارف کے درخشاں موتی لٹاتے، آپ کے خطبات دلائل وبراہین سے مزین اور واقعات وحقائق سے آراستہ ہوتے تھے، زبان آسان، مگر سحر آفریں ہوتی، انداز سادہ، مگر دلنشیں ہوتا، آپ کے خطاب سے اربابِ علم ودانش، اصحابِ فکر وبصیرت، علما وطلبہ، بلکہ گنوار اور اَن پڑھ سبھی مستفید ومسرور ہوتے تھے، آپ کی دقیقہ سنجی اور نکتہ آفرینی بڑی حیرت انگیز اور بصیرت افروز ہوتی تھی، سننے والے ہمہ تن گوش ہوکر محوِ ساعت ہوتے، ٹکٹکی باندھے رخِ زیبا کا نظارہ کرتے اور آپ کی علمی گہرائی وگیرائی اور ہمہ جہت معلومات پر داد دیتے ہوئے برملا اس حقیقت کا اعلان کرتے ؎

خطیب ایسا، خطیبوں کو نئی راہیں ملیں جس سے — خطابت میں، سلاست میں، شہا! آبِ رواں تم ہو

گوناگوں خوبیوں کے حامل اس مردِ حق آگاہ کے اوصافِ جمیلہ کا بیان صرف ہمہ وشما ہی نہیں کرتے ہیں، بلکہ جہانِ علم ودانش کی جلیل الشان ہستیاں اور عبقری شخصیات بھی ان کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہیں۔ سردست ہم اثباتِ مدعا اور آپ کی تسکین خاطر کے لیے دو چند بزرگوں کی تحریریں ہی پیش کرتے ہیں:

(۱) محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی [بانی جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو] حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ کے محاسن وکمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے اس طرح رقم طراز ہیں:

’’حضرت صوفی صاحب مدظلہ محتاط صاحبِ بصیرت اور پابند شرع عالم دین ہیں۔ آپ کی تقریریں دلائل اور عشقِ رسول سے لب ریز ہوتی ہیں،

زبان شستہ ہونے کے ساتھ شریعت کے معیار پر ہوتی ہے اور تقریر کے مضامین بہت ہی فکر انگیز ہوتے ہیں، دقیقہ سنجی اور نکتہ آفرینی آپ کی تقریروں کی خصوصیات میں معدود ہیں۔ اس طرز کی تقریر میں آپ ہندوستان کے علما میں امتیازی شان رکھتے ہیں، مقررین و واعظین کے لیے صوفی صاحب کا انداز بیان اور ان کی روش اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے‘‘۔ [خطبات خطیب البراہین، تقریظ جلیل ص ۷، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر]

(۲) محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی [صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ، مبارک پور] حضرت خطیب البراہین کی ایک کتاب پر مقدمہ لکھتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت مؤلف [پیر طریقت حضرت علامہ و مولانا صوفی محمد نظام الدین صاحب قبلہ] اہلِ سنت و جماعت کے نامور عالم، جلیل القدر فاضل اور مشہور خطیب ہیں۔ آپ کا خطاب قرآن و حدیث کے حوالوں سے مرصع، عام فہم اور شستہ ہوتا ہے؛ اس لیے علما نے آپ کو ’’خطیب البراہین‘‘ کا لقب دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تالیف بھی حضرت ممدوح کے مواعظِ حسنہ میں سے ایک ہے۔ اخلاص وللّٰہیت آپ کی خو، بو ہے اور ورع و تقویٰ آپ کا پیکر، خلاصہ یہ کہ آپ بزرگوں کی یادگار اور صالحین کا نمونہ ہیں‘‘۔ [داڑھی کی اہمیت، تقدیم ص ۳، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر]

(۳) مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی [مہتمم دار العلوم قادریہ، چریا کوٹ، مئو] اپنی ایک تقریظ میں اس طرح اظہارِ خیال فرماتے ہیں:

’’صوفی باصفا، خطیب البراہین حضرت علامہ صوفی محمد نظام الدین صاحب قبلہ بستوی جماعتِ اہلِ سنت کی ایک عظیم شخصیت ہیں جنھیں بقیۃ السلف اور حجۃ الخلف کہا جائے تو بجا ہے۔ آپ جہاں بہترین مدرس، عالی شان خطیب اور مقبول ترین مرشدِ طریقت ہیں وہیں بہت ساری کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آپ کی زیادہ تر کتابیں واعظانہ انداز لیے ہوئے ہیں؛ اس لیے عوام و خواص سب کے لیے غایت درجہ مفید ہیں‘‘۔ [حقوقِ والدین، قرآن و حدیث کی روشنی میں، تقریظِ جلیل، ص ۳، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

’’حضرت خطیب البراہین مدظلہ العالی ہمیشہ اخلاص پیشہ اور دین پرست رہے ہیں، اور حرص و ہوس کو آپ نے دور کا سلام کہہ دیا ہے جو آپ کے صفائے باطنی و زکائے قلبی کی علامت ہے۔ آپ کی مقناطیسی شخصیت نے بڑے بڑے گم کردہ راہوں کو صفائے قلبی کی راہ پر لگا دیا ہے، آپ کی ادنیٰ توجہ اور روحانی تربیت نے ہزاروں تاریک دلوں کو دین کا اجالا بخش دیا ہے اور کتنے ناپختہ اذہان میں تصلب فی الدین کی شمع روشن کردی ہے، آپ سے قریب ہوتے ہی آدمی روحانیت سے قریب ہوتا چلا جاتا ہے، غرض کہ اس دور میں ایک شیخِ طریقت، ایک مصلح و مربی کی حیثیت سے آپ ایک بلند مقام پر فائز ہیں‘‘۔ [خطبات خطیب البراہین، تقدیم ص ۹، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر]

(۴) بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مصباحی علیہ الرحمہ آپ کی شخصیت اور خطابت کے تعلق سے ارشاد فرماتے ہیں:

’’حضرت مولانا مولوی مفتی محمد نظام الدین صاحب، شیخ الحدیث دار العلوم تنویر الاسلام، امرڈوبھا، ضلع بستی علمائے اہلِ سنت میں ایک ذی وقار عالم اور مدرسین میں ایک بلند پایہ شیخ الحدیث، جن کے کثیر التعداد شاگرد پورے ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں، مرشدین میں ایک گراں قدر مرشد اور کثیر المریدین شیخِ وقت اور پیرِ طریقت شمار کیے جاتے ہیں، اور رشد و ہدایت اور وعظ و تقریر میں پورے ہندوستان کے طبقۂ اہلِ سنت میں ’’خطیب البراہین‘‘ کے نام سے معروف و مشہور ہیں۔

مولانا نے اپنے وعظ و تقریر میں ایک طرزِ خاص ایجاد فرمائی، زبان صاف اور سیدھی، اندازِ بیان واضح اور سلجھا ہوا، مگر پابندی اس امر کی کہ جو بات بھی کہی جائے اسے حوالوں سے آراستہ کر دیا جائے۔ مولانا اپنے بیان کی کیفیات میں خود ڈوب جاتے ہیں اور سننے والوں کا یہ حال کہ ہر شخص ششدر اور حیران ٹکٹکی باندھے ان کا چہرہ دیکھ رہا ہے اور ان کی باتیں سن رہا ہے اور دل میں سوچ رہا ہے، یا اللہ! کتنا وسیع مولانا کا علم ہے اور کتنا قوی ان کا حافظہ؟ بقول کسے ؎

زبانِ عشق، دل کی بات، وہ بھی بزمِ واعظ میں
درو دیوار جھوم اٹھتے ہیں، منبر رقص کرتا ہے‘‘

[خطبات خطیب البراہین، تقریظ جلیل، ص ۴، ۵، ۶، ملخصاً، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر]

(۵) شیخ القرآن حضرت علامہ الحاج عبد اللہ خاں عزیزی علیہ الرحمہ آپ سے متعلق اپنے ایک مضمون میں اس طرح رقم طراز ہیں:

’’حضرت مولانا نظام الدین صاحب ایک عالمِ دین، بڑے اچھے واعظ ومقرر ہیں، اپنے وعظ وتقریر میں قرآن وحدیث سے اپنے مطالب عالیہ یا موضوعِ سخن کو خوب خوب مدلل ومبرہن کرتے ہیں، جب وہ کسی موضوع پر اپنے واعظانہ انداز سے بحث کا آغاز کرتے ہیں تو وہ اپنی بحث میں منفرد نظر آتے ہیں۔قرآن شریف کی آیات کو پیش کرتے وقت حوالہ ضرور دیتے ہیں، اور حوالہ میں پارہ، سورت، رکوع سب کچھ بیان کردیتے ہیں، اسی طرح بخاری شریف کی حدیث پیش کرتے ہیں تو پارہ، باب، حدیث نمبر، صفحہ نمبر بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔

مجھ کو پورے ہندوستان میں ایسا خطیب وواعظ نہیں ملا جوان کی دشوار گزار راہ پر چل کر کامیاب رہا ہو . . . وہ نہایت سنجیدگی ومتانت اور وقار وتمکنت کے ساتھ اپنا وعظ وبیان سامعین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ان کے اس اندازِ تقریر سے بھی صوفیانہ رنگ جھلکتا ہے گو کہ ان کے وعظ میں عالمانہ شان نمایاں رہتی ہے تاہم صوفیت کی رنگینی بھی جلوہ بار ہوتی ہے‘‘۔[خطیب البراہین اپنے خطبات کے آئینے میں ص ۸، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر]

اس طرح اگر آپ کے ہمہ جہت محاسن وکمالات کا تذکرہ کیا جائے اور آپ کے معاصرین ومشائخ کے تاثرات قلم بند کیے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے گی اور آخر میں آپ کا تذکرہ نگار اور مشائخ کے گراں مایہ تاثرات کو زیبِ قرطاس کرنے والا یہ کہتے ہوئے اپنا قلم روک لے گا۔

آپ کا ارشاد ہوتا ہے مدلل مبرہن — کیا حدیثوں کے حوالے اور کیا ام الکتاب
آپ ہیں پیکر عمل کے ، انتہائی ہیں خلیق — اور روے پاک سے ظاہر بزرگی کا شباب
اک جہاں ہے آپ کی توصیف میں رطب اللسان — کیا کہوں میں ناسمجھ واللہ اعلم بالصواب

ان سطروں سے یہ حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ تدریس وتقریر، دعوت وتبلیغ، وعظ ونصیحت، تقویٰ وطہارت، خلوص وللّٰہیت، علم وعمل اور فکر ونظر ہر جہت سے بہت نمایاں اور ممتاز تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے اصاغر واکابر اور معاصرین سبھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کے ان فضائل ومناقب کا برملا اظہار بھی فرماتے تھے۔اور کیوں نہ ہو کہ آپ کا مقصدِ اصلی مذہبِ اسلام کی ترویج واشاعت، خلقِ خدا کی ہدایت ورہنمائی اور معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کا سدِّ باب کرنا تھا، اور ’’الحب فی اللہ و البغض فی اللہ‘‘ یعنی اللہ جل شانہ کی رضا وخوشنودی کے لیے کسی سے محبت کرنا اور اسی کی رضا وخوشنودی کے لیے کسی سے دشمنی کرنا آپ کا طغراے امتیاز تھا۔

حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ کی دینی وملی، علمی وفکری اور اصلاحی وتعمیری خدمات کا ہر گوشہ اس لائق ہے کہ اس پر لکھا جائے اور اس کی روشنی میں عمل بھی کیا جائے، مگر صالح وصحت مند معاشرہ کی تعمیر وتشکیل اور مسلمانوں کی اصلاح وتفہیم کے لیے آپ کے کارنامے بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں، اور صرف قابلِ ذکر ہی نہیں، بلکہ لائقِ اتباع بھی ہیں؛ اس لیے ہم بروقت معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کے سدِّ باب (اصلاحِ معاشرہ) اور مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی فلاح وبہبود کے لیے آپ کی مخلصانہ کاوشوں کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں:

حقوقِ والدین:

اربابِ علم وفضل اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہیں کہ حقوق العباد میں سب سے اہم والدین (ماں باپ) کے حقوق ہیں، مگر افسوس! آج ہمارے معاشرہ میں والدین کے ساتھ ہی سب سے زیادہ نازیبا سلوک کیا جارہا ہے، بعض عاقبت نااندیش بیٹے اپنے والدین کی خدمت کے بجاے ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں، اور جب اس سے بھی جی نہیں بھرتا تو انھیں گالیاں دیتے ہیں، بلکہ ضعیفی کے عالم میں ان محسنوں کو مارنے پیٹنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

یہ صورتِ حال حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں تھی؛ اس لیے انھوں نے تقریباً ۱۹۶۲ء میں ایک رسالہ بنام ’’حقوقِ والدین، قرآن وحدیث کی روشنی میں‘‘ تحریر فرمایا، اس میں پہلے قرآن وحدیث کی روشنی میں والدین کے حقوق کی وضاحت کی، پھر بھٹکے ہوئے نوجوانوں کی تنبیہ وترغیب کے لیے درج ذیل امور سے متعلق احادیث نقل کر کے ان کا ترجمہ اور مطلب بھی سمجھایا:

والدین اپنی اولاد اور ان کے مال کے مالک ہیں اور اس میں سے بقدرِ ضرورت لے سکتے ہیں۔ پروردگار کی رضا وخوشی باپ کی رضامندی وخوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔ماں باپ کو محبت بھری نگاہ سے دیکھنے کے بدلے اللہ تبارک وتعالیٰ اولاد کے نامۂ اعمال میں حج مقبول کا ثواب لکھ دیتا ہے۔جنت ماں کے قدموں کے پاس ہے۔باپ جنت کا ایک دروازہ ہے۔ماں کا قدم اور باپ کی پیشانی کا بوسہ جنت کی دہلیز چومنے کے مساوی ہے۔والدین کی خدمت اور ان کے حقوق کی رعایت نفلی جہاد سے افضل ہے۔ماں کے ساتھ حسن سلوک گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے

۔ماں باپ کی خدمت کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔ماں باپ کا نافرمان جنت سے محروم رہے گا۔ماں باپ کا نافرمان دنیا ہی میں سزا پا جاتا ہے۔ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔ والدین کا نافرمان ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔اس طرح دیگر امور سے متعلق احادیث کریمہ اور واقعات ماضیہ کا رقت انگیز انداز میں تذکرہ کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

''مسلمانو!غور کرو کہ والدین کی نافرمانی کا وبال کیسا ہوتا ہے،لیکن افسوس! آج یہ عام رواج ہو چکا ہے، ہمارے نوجوان شادی ہوتے ہی والدین کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں، ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں، ان کی خدمت تو درکنار، انھیں مارنے، پیٹنے اور انھیں گالیاں دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

آہ مسلمانو! تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا تمھیں اپنے مالکِ حقیقی کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہونا ہے؟ کیا تمھیں قبر کی کوٹھری میں جاکر نہیں سونا ہے؟ کیا تم ہمیشہ اس فانی دنیا میں رہو گے؟

مسلمانو! جہنم کے دہکتے ہوئے انگاروں سے ڈرو کہ جس کا ایندھن انسان اور پتھر بنیں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کی حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی نافرمانی کے وبال سے محفوظ رکھے۔آمین بجاہ النبی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔[حقوقِ والدین، قرآن وحدیث کی روشنی میں، ص ۴۰، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر]

سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی یہ رقت انگیز اور نصیحت آمیز تحریر کسی بھی مسلمان کے دل کی دنیا بدل سکتی ہے بشرطیکہ اس کے اندر حرارتِ ایمانی اور احساسِ پشیمانی باقی ہو؛ اس لیے ضرورت ہے کہ اس رسالہ کو عام سے عام تر کیا جائے تاکہ اس کی افادیت زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔

داڑھی کی اہمیت:

داڑھی حضرات انبیاے کرام و مرسلینِ عظام بالخصوص حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتِ کریمہ اور مسلمانوں کا مذہبی شعار ہے، ایک مشت کی مقدار رکھنا واجب ہے، مگر اس کے باوجود داڑھی منڈانے کی بیماری وبا کی شکل اختیار کر چکی ہے جو ہمارے لیے لمحۂ فکریہ ہے، ایک زمانہ وہ تھا کہ اگر کسی کو پیدائشی طور پر داڑھی نہیں ہوتی تھی تو وہ اس پر افسوس کرتا، چنانچہ قاضی شریح جو اجلۂ ائمہ اور کبار تابعین میں سے ہیں انھیں پیدائشی طور پر داڑھی نہیں تھی، وہ فرمایا کرتے تھے: اے کاش! دس ہزار دے کر داڑھی مل جاتی (تو میں خرید لیتا)۔

اسی طرح حضرت احنف بن قیس جو حکماے کاملین اور ثقہ علماے کرام میں سے ہیں انھیں بھی پیدائشی طور پر داڑھی نہیں تھی، ان کے احباب فرمایا کرتے تھے: اگر بیس ہزار کی بھی داڑھی ملتی تو ہم احنف کے لیے خرید لیتے۔

لیکن آج حال یہ ہو گیا ہے کہ داڑھی موجود ہے اور مسلمان اس کی اہمیت نہیں سمجھ رہے ہیں، شوق سے داڑھیاں منڈاتے ہیں اور اپنے چہروں کو بے نور کیے کوچہ و بازار میں گھومتے ہیں۔حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ نے اس درد انگیز منظر کا مشاہدہ کیا تو ان کی حرارتِ ایمانی اور جذبۂ دروں نے انھیں اس بات آمادہ کیا کہ وہ اس سلسلے میں بھی قوم مسلم کی خاطر خواہ رہنمائی کریں؛ اس لیے انھوں نے تقریباً ۱۹۸۰ء میں ایک رسالہ بنام ''داڑھی کی اہمیت'' تحریر فرمایا اور اس میں آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور کتبِ فقہیہ کے حوالے سے داڑھی کی عظمت و اہمیت بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کے ذہن و فکر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، چنانچہ ایک جگہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ ارشاد کہ ''میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مونچھیں پست کروں اور داڑھیاں بڑھاؤں'' نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''مسلمانو! تمھارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان تمھارے لیے شاہ راہِ حیات متعین کر رہا ہے اور دعوتِ عام دے رہا ہے کہ اس میں رب عزوجل اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کا راز مضمر ہے، تم اس درِّ آب دار اور گوہر شب تار کی حصول یابی میں لگو اور نفسِ لوامہ کے دامِ فریب سے رست گاری حاصل کرو۔

مسلمانو! آپ کو یہ بات بحسن وخوبی معلوم ہے کہ آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حالت پر وہ اٹھتا بھی ہے، خدانخواستہ روزِ قیامت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجوسیوں کی سی تمھاری صورت دیکھ کر نظر موڑ لیں تو کیا ہوگا، یقین جانو کہ تم کہیں کے نہ رہ جاؤ گے، تمھاری امان اور رستگاری سب کچھ ان کی نظرِ رحمت میں ہے''۔[داڑھی کی اہمیت، ص ۱۷، ملخصا، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر]

اور آخر میں تو ایسا دل کش واقعہ پیش کیا ہے جس سے عام لوگوں کو بھی داڑھی رکھنے کا حوصلہ ملتا ہے، عام لوگ سوچتے ہیں کہ جب اور نیک کام کر نہیں پاتے ہیں تو صرف داڑھی رکھ کر نیکوں کی سی صورت بنانے سے کیا فائدہ؟ ان کے لیے حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ نے تفسیر روح البیان سے یہ

واقعہ نقل کیا ہے:

''فرعونیوں میں ایک شخص جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ٹوپی پہن رکھی تھی اور ان سے استہزا کیا کرتا تھا، صرف صورتِ مشابہت کی وجہ سے اللہ عزوجلّ نے اسے بحرِ قلزم میں غرق ہونے سے بچالیا، اور اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرلیتا تو وہ دونوں جہان کے عذاب سے نجات پا جاتا''۔

آج کل تو داڑھی میں قسمہا قسم کی تراش خراش کی جاتی ہے، ان سب سے بچنا ضروری ہے؛ کیوں کہ وہ سب ناجائز وحرام ہیں اور داڑھی کا ٹھٹھا کرنا، مذاق اڑانا تو نہایت شدید جرم ہے، ایسے قبیح افعال سے خود بچیں اور احباب واقارب کو ان سے بچنے کی تلقین کریں، آپ کو دونوں جہان میں انشاء اللہ سرخروئی حاصل ہوگی''۔[داڑھی کی اہمیت،ص ۳۲، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر]

کھانے پینے کا اسلامی طریقہ:

آج کا مسلم نوجوان اسلامی طور طریقے سے الگ ہٹ کر مغربی تہذیب وتمدن کو اپنانا باعثِ فخر سمجھتا ہے، جس کی وجہ سے مسلم معاشرہ ہلاکت وتباہی کے دہانے پر کھڑا ہے، احکامِ اسلام کی خلاف ورزی عام سے عام تر ہوتی جارہی ہے، گھروں میں مغربی طرز پر کھانے پینے کا رواج ہے، کسی جشن یا تقریب میں چلتے پھرتے کھانا پینا فیشن بن گیا ہے، ایسے پر آشوب دور میں حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ نے قوم مسلم کی اصلاح کے لیے ایک رسالہ'' کھانے پینے کا اسلامی طریقہ'' ترتیب دیا جو تمام لوگوں کے لیے مشعلِ راہ اور مینارۂ رشد وہدایت ہے۔

آپ نے پہلے آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں رزقِ حلال کی اہمیت اور اس کی برکت واضح فرمائی، پھر کھانے پینے کے اسلامی اصول اور اس کی بعض حکمتیں بھی تحریر فرمائیں، مثلاً:

''کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا سنت ہے، کھانے سے قبل ہاتھ دھو کر نہ پونچھے جائیں اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیہ سے پونچھ لیں؛ تاکہ کھانے کا اثر ہاتھ پر باقی نہ رہے۔

اس سنتِ مبارکہ کی بے شمار حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کام کرتا ہے، اس کے ہاتھ مختلف چیزوں پر لگتے ہیں جس کے سبب ہاتھوں پر گرد وغبار اور جراثیم وغیرہ چپکے ہوتے ہیں، اور نظافت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھولیا جائے، اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر نہ پونچھنے کا حکم ہے، اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ہاتھ دھو کر پونچھنے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ کپڑے پر لگے ہوئے گرد وغبار ہاتھوں میں لگ جائیں اور مقصد غسل ہی فوت ہوجائے، اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر پونچھنے کا حکم ہے، اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر ہاتھ نہ پونچھا جائے تو ہوسکتا ہے کہ کھانے کا اثر مثلاً سالن کی چکنائی یا مٹھاس وغیرہ ہاتھوں میں لگی رہ جائے اور کوئی زہریلا کیڑا اسے چاٹ لے اور آدمی دشواری ومشقت میں پڑ جائے''۔[کھانے پینے کا اسلامی طریقہ،ص ۱۴، ۱۵، ملخصاً، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر]

''کھڑے ہوکر پانی پینا یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے، مسلمانوں پر لازم وضروری ہے کہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنائیں اور غیر مسلموں کی روش سے دور بھاگیں۔ بیٹھ کر پانی پینے سے طبی فائدہ یہ ہوگا کہ پانی جسم کے اعضا میں تدریجاً سرایت کرے گا اور فائدہ مند وصحت بخش ہوگا، اور کھڑے ہوکر پانی پینے سے پانی پورے جسم میں فوراً سرایت کرجاتا ہے جو طبی اعتبار سے بہت ہی نقصان دہ ہے''۔[ایضاً ص ۴۴]

حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ نے کھانے، پینے کے بیشتر اصول وضوابط بیان کرنے کے بعد آیت یا حدیث سے اس کی دلیل بھی پیش فرمادی ہے اور جگہ جگہ ان کی بعض حکمتوں سے بھی پردہ اٹھادیا ہے۔ ساتھ ہی ناپسندیدہ طریقوں کا ذکر کرکے ان کا رد کرتے ہوئے ان کے نقصانات کی وضاحت بھی کردی ہے۔

برکاتِ مسواک:

دورِ حاضر میں جب کہ دانتوں کے لیے نت نئی مصنوعات کا استعمال عام ہوگیا ہے، لوگوں کو مسواک کا اہتمام کرنا عجیب سا معلوم ہوتا ہے، بزعم خویش ترقی یافتہ لوگ مسواک کرنے والے کو بخیل، کنجوس، دقیانوسی خیالات کا حامل اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں، ایسے ہوش ربا ماحول میں مسواک کی ترغیب دینا کتنا اہم اور مشکل کام ہے اسے وہی سمجھ سکتا ہے جس نے اس خار دار وادی کی جادہ پیمائی کی ہو، ہاں! جس کے پیشِ نظر رضاے الٰہی ہو وہ عوام کی تعریف و توصیف سے بے نیاز دین وسنت کی تبلیغ اور اس کی ترویج واشاعت میں لگا رہتا ہے۔ کچھ یہی حال حضرت خطیب البراہین علیہ الرحمہ کا تھا، انھوں نے دیکھا کہ لوگ مسواک سے دور ہورہے ہیں تو ''برکاتِ مسواک'' کے نام سے ایک رسالہ مرتب کیا اور اس میں مسواک کے اخروی اور باطنی فوائد کے ساتھ ساتھ

دنیاوی اور ظاہری فوائد بھی بیان فرمائے؛ تاکہ قاری کی رغبت بڑھے اور وہ مسواک کے منافع سمجھ کر اسے اپنا لے۔

چنانچہ ایک جگہ بعض احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ مسواک کتنی عظیم سنت ہے اور کس قدر فوائد اپنے اندر جذب کیے ہوئے ہے، تاکید پہ تاکید کی جارہی ہے کہ مسواک کرو، اس میں اتنے فائدے ہیں، وہ رضاے مولیٰ تبارک وتعالیٰ کا سبب ہے، لیکن آج کے اس ہوش ربا اور پرفتن دور میں تقریباً یہ سنت ختم ہونے کے قریب ہے، عصری ایجاد کے دل دل میں پھنس کر مسلمانوں نے اپنا اصلی سرمایہ کھو دیا اور اسلام سے دور ہوتے چلے گئے، یہی وجہ ہے کہ آج وہ ذلت وخواری سے دوچار ہیں اور انھیں کہیں سر چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی ہے۔

قوم مسلم کے جیالو! اور خیر امت کے نونہالو! اٹھو اور کمر بستہ ہو جاؤ کہ کچھ بھی ہو، تمھیں سننِ رسول کی حفاظت وصیانت کرنی ہے اور اس پر عمل کر کے بتا دینا ہے کہ ابھی ہمارے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحرِ ذخار موجزن ہے۔

دورِ حاضر میں سنجیدہ ذہن اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ مسواک بے شمار فوائد کی حامل ہے، خصوصا دورِ حاضر کے اطبا بھی اس کی افادیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے لوگوں کو اس کی تلقین کرتے ہیں اور اس کی اہمیت کو بیان کرنے پر مجبور ہیں، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی عمدہ سے عمدہ منجن یا ٹوتھ پیسٹ مسواک کا نعم البدل ثابت نہیں ہوسکتا''۔ [برکاتِ مسواک، ص ۲۷ ملخصاً، مکتبہ برکاتیہ نظامیہ، اگیا چھاتا، سنت کبیر نگر]

اس طرح آپ نے درود پاک کے فضائل ومناقب پر مشتمل ایک رسالہ ''فضائل درود'' لکھا اور تلاوت قرآنِ کریم کی فضیلتوں سے متعلق ایک رسالہ بنام ''فضائلِ تلاوتِ قرآن مبین'' تحریر فرمایا، روزہ کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے ''برکاتِ روزہ'' نامی ایک رسالہ ترتیب دیا۔ اس کے علاوہ ''فضائلِ مدینہ منورہ''، ''فلسفۂ قربانی'' اور ''خطباتِ خطیب البراہین'' وغیرہ آپ کی اصلاحی سرگرمیوں کا شاہ کار ہیں۔ سچ ہی کہا کسی نے ؎

فروغِ سنیت کے واسطے سب کچھ کیا قرباں
سراپا صاحبِ ایثار ہیں صوفی نظام الدین

دعا ہے کہ خداے وحدہ لاشریک اپنے محبوب علیہ الصلاۃ والسلام کے طفیل ہم تمام مسلمانوں کو دینِ اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں اس کی اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا شامل ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والتسلیم۔

ساجد علی مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ ۱۰ر اپریل ۲۰۱۳ء (چہارشنبہ)